اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ o اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تجویدی مسائل (Level-2)

قاری مُقرِی (پڑھانے والوں کے لئے) کون کونسے علم کا جاننا ضروری ہے

1) **علمِ تجوید** .... 2) **علمِ اوقاف** .... 3) **رسمِ عثمانی** .... 4) **علمِ قرأت**

1) علمِ تجوید:

یعنی حروف کے مخارج اور اسکی صفات کا جاننا۔

2) علمِ اوقاف:

یعنی اس بات کا جاننا کہ کس کلمے پر کس طرح وقف کرنا چاہیئے، اور کہاں معنی کے اعتبار سے قبیح اور حسن ہے، اور کہاں لازم اور غیر لازم ہے۔

3) رسمِ عثمانی:

یعنی اس بات کا جاننا کہ کس کلمہ کو کہاں کس طرح لکھنا چاہیئے۔

4) علمِ قرأت:

یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظِ وحی کے معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی قرآن کو مختلف لغات اور طریق میں پڑھنے کی جو اجازت دی گئی ہے۔ اور حضور ﷺ سے جو اختلاف ثابت ہوئے ہیں وہ علمِ قراءت میں بیان کئے جاتے ہیں۔

علمِ تجوید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرتِ سیّدُنا امام جزری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب اَلْمُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃ میں فرماتے ہیں

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ   مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

تجوید کا حاصل کرنا ضروری اور لازم ہے جو قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَصَلَا

اس لئے کہ قرآن کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تجوید کے ساتھ نازل فرمایاہے اوراسی طرح (یعنی تجوید کے ساتھ) حق تعالیٰ سے ہم تک پہنچا

اِذْ وَاجِبٌ عَلَیْهِم مُحَتَّمٗ قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوّلًا اَنْ یَّعْلَمُوْا

قرآنِ مجید پڑھنے والوں پر یہ بات لازم ہے کہ قرآن کریم کی قراءت شُروع کرنے سے پہلے جان لیں

مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ لِیَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ الّلُغَاتِ

حروف تہجی کے مخارج اور صفات تاکہ وہ فصیح تر لغت کے مطابق تلفظ کرسکیں

01.علمِ تجوید

یعنی حروف کے مخارج اور اسکی صفات کا جاننا۔

''ھُوَعِلْمٌ یُّبْحَثُ فِیْهِ عَنْ مَّخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَصِفَاتِھَا وَعَنْ طُرُقِ تَصْحِیْحِ الْحُرُوْفِ وَتَحْسِیْنِھَا''

یعنی ''علمِ تجوید'' اس علم کا نام ہے جس میں حروف کے مخارج اور ان کی صفات اور حروف کی تصحیح (صحیح ادا کرنے) اور تحسین (خوبصورت کرنے) کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔

مخارج کا بیان

تعدادِ مخارج میں اختلافِ ائمّہ

محقّقین کا قول ہے کہ ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے مگر نہایت قرب کی وجہ سے بعض حروف کے مخرج ایک شمار کئے جاتے ہیں مخارج کی تعداد کے بارے میں ائمّہ قُرّاء کا اختلاف ہے لیکن مختار یعنی پسندیدہ مذہب سترہ کا ہے۔

☆امام خلیل اور اکثر قُرّاء کے نزدیک

سترہ 17 مخارج ہیں۔

☆امام سِیبَوَیْہ کے نزدیک

سولہ 16 مخارج ہیں۔

☆امام فرّاء کے نزدیک

چودہ 14 مخارج ہیں۔

مختصر تعارف

خلیل بن احمد الفراہیدی

نام: ابو عبد الرحمٰن خلیل ابن احمد الفراهیدی البصری (پیدائش: 718ء—وفات: نومبر 790ء)۔ علمِ عروض کے موجد: خلیل بن احمد کو متفقہ طور پر علمِ عروض کا بانی اور موجد مانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان کا نام تاریخ میں زندہ و جاوید ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام خلیل کے والد وہ پہلے شخص تھے جنہیں حضورِ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پہلی بار "احمد" کہا گیا

سیبویہ

نام: ابو بشر عمرو بن عثمان جو سیبویہ کے لقب سے معروف ہیں۔ ولادت: ایران میں 148ھ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں پرورش پائی۔

علمی مقام: انھوں نے نحو سیکھی وہ خلیل کی صحبت میں رہے اور یونس اور عیسی بن عمر سے علم نحو حاصل کیا حتیٰ کہ اس فن میں ماہر ہو گئے سیبویہ نے جب علم نحو کے اصول و فروع کو بھی احاطہ کر لیا تو اس وقت انھوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہی الکتاب رکھا مبرد سے جب کوئی یہ کتاب پڑھنے کی فرمائش کرتا تو اسے جواب دیتے تو کبھی سمندر پر سوار ہوا ہے یعنی یہ کتاب اتنی عظیم القدر اور اس کا سمجھنا اتنا مشکل ہے۔

الفراء نحوی

نام: ابو زکریا المعروف الفراء نحوی۔ ولادت: 113 میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ فضل و کمال: امام ثعلب کہتے ہیں اگر فراء نہ ہوتے تو لغت کسی کو نہ سمجھ آتی۔ وفات: امام فراء کی وفات 207ھ میں حج کے لیے جاتے ہوئے ہوئی۔

کتنے مخارج میں کوئی اختلاف نہیں ہے؟

13 مخارج میں کوئی اختلاف نہیں ہے

وجہِ اختلافِ تعداد مخارج

☆امام خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے" ل ، ن ، ر"میں قرب کالحاظ نہ کرتے ہوئے ہر ایک کا الگ الگ مخرج بیان کیا ہے اور"حُروفِ مدّہ"کا مخرج" **جوفِ دہن** "بیان کیا ہے اسی وجہ سے ان کے نزدیک سترہ 17 مخارج ہیں۔

☆امام سِیْبُوَیہ نے جوفِ دہن کو کسی بھی حرف کا مخرج شمار نہیں کیا لیکن" **ل ، ن ، ر**"کا مخرج الگ ہی بیان کیا ہے اسی وجہ سے ان کے نزدیک سولہ 16 مخارج ہیں۔

☆امام فرّاء نے بھی جوفِ دہن کو کسی بھی حرف کا مخرج شمار نہیں کیا اور" **ل ، ن ، ر**"میں قرب کالحاظ کرتے ہوئے ان کا مخرج ایک شمار کیا ہے۔اس لئے ان کے نزدیک چودہ 14 مخارج ہیں۔

17	17-1=16	16	16-2=14	14
امام خلیل		امام سِیْبُوَیْہ		امام فرّاء

مخارج کی اقسام

بنیادی طور پر مخارج کی دو قسمیں ہیں: ☆01 مخارجِ مُحَقَّقَہ۔ ☆02 مخارجِ مُقدَّرَہ۔

01 مخارجِ مُحَقَّقَہ کی تعریف:

جو مخارج حلق،لسان،شفتین میں ہوں انہیں مخارجِ محققہ کہتے ہیں۔

02 مخارجِ مُقَدَّرَہ کی تعریف:

وہ مخارج جن کا تعلق حلق،لسان اور شفتین سے نہ ہوں جیسے جوف دہن اور خیشوم ان کو مخارج مقدرہ کہتے ہیں۔

حلق،لسان،شَفَتَین،جوفِ دہن اور خَیشوم کو"**اُصُولِ مخارج**"کہتے ہیں۔

مخارج کی تعداد: مخارج کی تعداد سترہ 17 ہے جیسا کہ امام محمد بن محمد جزری شافعی علیہ رحمۃُ اللّٰہ الکافی فرماتے ہیں:

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ   عَلَى الَّذِیْ یَخْتَارُهٗ مَنِ اخْتَبَرْ

ترجمہ: حروف کے مخارج سترہ 17 ہیں۔ اُس قول پر جس کو پرکھنے والا (محقق) اختیار کرتا ہے۔ (یعنی امام خلیل بن احمد فراہیدی نحوی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق حُروف کے مخارج 17 ہیں) (شرح طیبۃ النشر لابن الجزری، مبحث التجوید، ص۲۷)
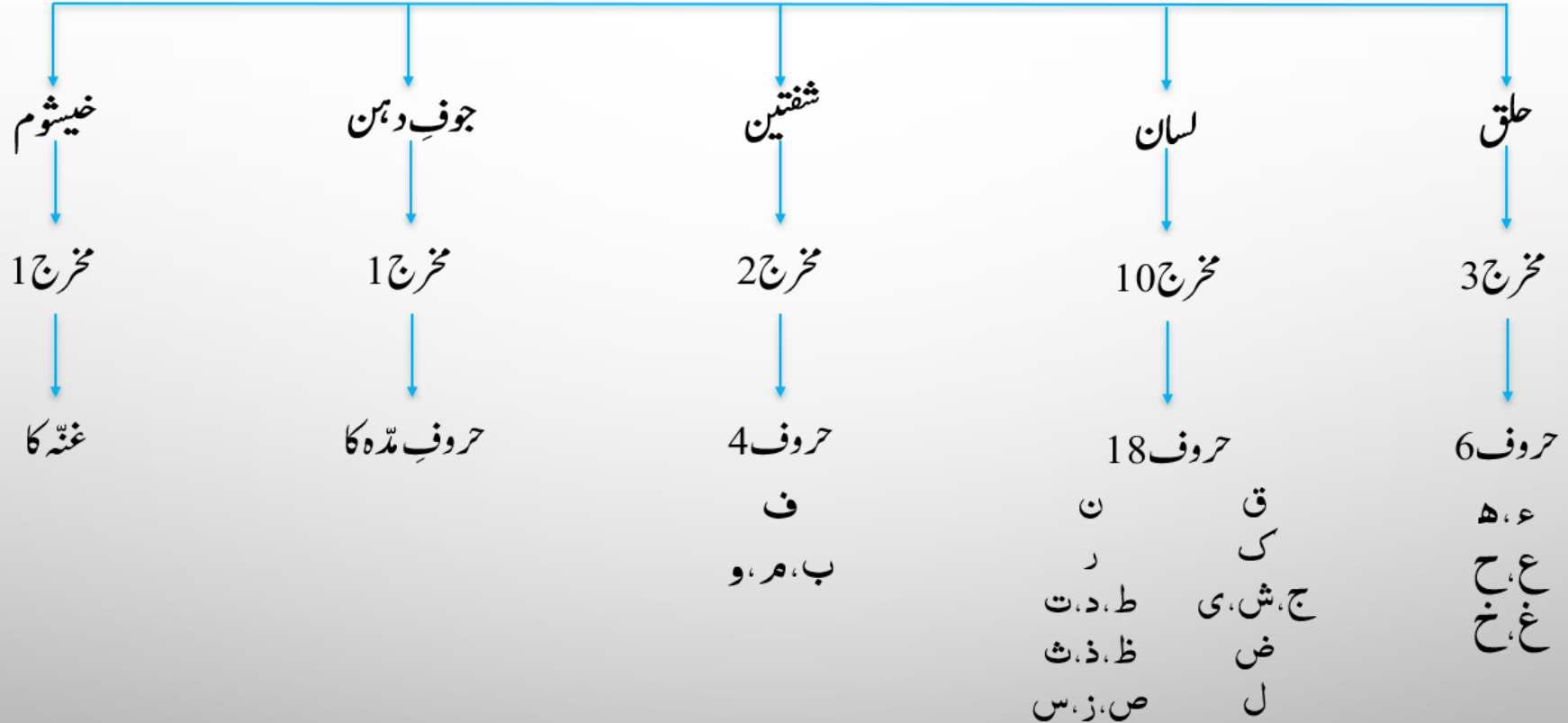
لسان کے مندرجہ ذیل حصّے ہیں

☆ **اصلِ لسان:** زبان کی جڑ۔

☆ **اقصائے حافۂ لسان:** زبان کا وہ بغلی کنارہ جو حلق کی طرف ہے۔

☆ **ادنائے حافۂ لسان:** زبان کا وہ بغلی کنارہ جو مُنہ کی طرف ہے۔

☆ **وسطِ لسان:** زبان کا درمیانی حِصّہ۔

☆ **بطنِ لسان:** زبان کا پیٹ۔

☆ **طرفِ لسان:** زبان کا کنارہ۔

☆ **رأسِ لسان:** زبان کی نوک یا سرا۔

☆ **ظہرِ لسان:** زبان کی پُشت۔

حروف کے مخارج

پہلا مخرج: ''اقصائے حلق'' حلق کا وہ آخری حِصّہ جو سینے کی طرف ہے۔ اس سے ''ء ، ھ'' ادا ہوتے ہیں۔

دوسرا مخرج: ''وسطِ حلق'' حلق کا درمیانی حصہ اس سے ''ع ، ح'' ادا ہوتے ہیں۔

تیسرا مخرج: ''ادنائے حلق'' حلق کا وہ ابتدائی حِصّہ جو مُنہ کی طرف ہے اس سے ''غ ، خ'' ہوتے ہیں۔

چوتھا مخرج: ''اقصائے لسان'' زبان کی جڑ اور مقابل کے تالو کا نرم حِصّہ جو کوّے سے ملا ہوا ہے۔ اس سے ''ق'' ادا ہوتا ہے۔

پانچواں مخرج: اقصائے لسان اور مقابل کے تالو کا سخت حِصّہ جو مُنہ کی جانب ہے۔ اس سے ''ک'' ادا ہوتا ہے۔ ''ق'' اور ''ک'' کو ''حُرُوفِ لَهَوِیَّه'' کہتے ہیں۔

چھٹا مخرج: ''وسطِ لسان اور اس کے مقابل کا تالو'' اس سے ''ج ، ش ، ی'' غیر مدّہ ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو ''حُرُوفِ شَجْرِیَّه'' کہتے ہیں۔

ساتواں مخرج: حافۂ لسان (یعنی زبان کا وہ بغلی کنارہ جو داڑھوں کے مقابل ہے) اور دائیں یا بائیں داڑھوں کی جڑیں۔ اس سے حرف ''ض'' ادا ہوتا ہے۔ اس کو ''حرفِ حافِیَّه'' کہتے ہیں۔

آٹھواں مخرج: طرفِ لسان مع ادنائے حافہ اور ضواحک سے ثنایا تک مقابل کے مسوڑھے۔ اس سے ''ل'' ادا ہوتا ہے۔

نواں مخرج: طرفِ لسان اور انیاب سے لے کر ثنایا تک کے دانتوں کی جڑیں، اس سے ''ن'' ادا ہوتا ہے۔

دسواں مخرج: رأسِ لسان مع پُشتِ لسان اور مقابل کا تالو۔ اس سے " ر " ادا ہوتی ہے۔ " ل، ن، ر "کو " حُرُوفِ طرفِیَّہ یا ذَلَقِیہ " کہتے ہیں۔

گیارہواں مخرج: زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں۔ اس سے "ط ، د ، ت" ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو " حُرُوفِ نِطْعِیَّہ " کہتے ہیں۔

بارہواں مخرج: زبان کا سرا اور ثنایا علیا کے اندرونی کنارے۔ اس سے "ظ ، ذ ، ث" ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو " حُرُوفِ لِثَوِیَہ " کہتے ہیں۔

تیرہواں مخرج: زبان کی نوک اور ثنایا سفلی کے کنارے مع اتصال ثنایا علیا کے۔ اس سے "ص ، ز ، س" ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو " حُرُوفِ اَسْلِیَّہ " کہتے ہیں۔

چودھواں مخرج: ثنایا علیا کے کنارے اور نچلے ہونٹ کا تر حِصّہ۔ اس سے " ف " ادا ہوتا ہے۔

پندرہواں مخرج: دونوں ہونٹ۔ یہاں سے تین حُروف ادا ہوتے ہیں۔ "ب ، م ، و غیر مدّہ" ان کی ادائیگی کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)... دونوں ہونٹوں کے تر حصّے سے "ب" ادا ہوتا ہے۔

(2)...دونوں ہونٹوں کے خشک حصّے سے "م" ادا ہوتا ہے۔

(3)...دونوں ہونٹوں کو گول کر کے ناتمام ملانے سے " و "غیر مدّہ ادا ہوتا ہے۔ " ف ، ب ، م ، و "کو " حُرُوفِ شَفوِیَّہ " کہتے ہیں۔

سولہواں مخرج: جوفِ دہن، یعنی مُنہ کا خلاء۔ اس سے حُرُوفِ مَدّہ ادا ہوتے ہیں۔ جیسے اُوْذِیْنَا ۔

سترہواں مخرج: "خیشوم" ناک کا بانسہ یہ "غُنّہ" کا مخرج ہے۔ (فوائد مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ ص۳۸ ،بتصرف)

صفات کا بیان

جس طرح بغیر مخرج کے حرف ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح بغیر صفات کے حرف کامل ادا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح حُرُوف کے مخارج الگ الگ ہیں، اسی طرح ہر حرف میں پائی جانے والی صفات بھی جُدا جُدا ہیں۔ صفات کے ساتھ حرف کو ادا کرنے سے ایک ہی مخرج کے کئی حُرُوف آپس میں جُدا اور مُمتاز ہو جاتے ہیں۔

مثلاً حرف کا پُر یا باریک ہونا آواز کا بلند یا پست ہونا، قوی یا ضعیف ہونا، نرم یا سخت ہونا وغیرہ جیسے " ص "اور " س "اِن کا مخرج تو ایک ہے مگر " ص " صفتِ استعلاء اور اطباق کی وجہ سے پُر اور " س "صفتِ استفال اور انفتاح کی وجہ سے باریک پڑھا جاتا ہے۔

صفات کی اقسام

صفات کی دو قسمیں ہیں:{۱} صفاتِ لازمہ {۲} صفاتِ عارضہ۔

صفاتِ لازمہ کی تعریف: حرف کی وہ صفات جو حرف کے لئے ہر وقت ضروری ہوں اور ان کے بغیر حرف ادا نہ ہو سکے یا حرف ناقص ادا ہو۔

مثلاً" ظ" میں صفتِ استعلاء اور اطباق ادا نہ کی جائے تو حرف" ظ" ادا ہی نہیں ہو گا۔ حرف کو صفات لازمہ کے ساتھ ادا نہ کرنے سے لحن جلی واقع ہوتی ہے۔ شرعاًاس غلطی سے بچنا واجب ہے۔

صفاتِ عارضہ کی تعریف: حرف کی وہ صفات جو حرف کے لئے کبھی ہوں اور کبھی نہ ہوں ان کے ادا نہ کرنے سے حرف ادا ہو جاتا ہے لیکن حرف کی تحسین باقی نہیں رہتی۔

مثلاًرا مفتوحہ کو باریک پڑھنا وغیرہ۔ یہ صفات آٹھ حُرُوف میں پائی جاتی ہیں جن کا مجموعہ " اَوْیَرْمُلَانِ "ہے۔ صفاتِ عارضہ کی غلطی کو" **لحنِ خفی** "کہتے ہیں۔ لیکن لحنِ خفی کو چھوٹی اور معمولی غلطی سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش نہ کرنا بڑی غلطی ہے۔ شرعاًاس غلطی سے بچنا مستحب ہے۔

صفاتِ لازمہ کا بیان

صفاتِ لازمہ کی تعداد: صفاتِ لازمہ مشہورہ مثلِ مخارج سترہ (۱۷) ہیں جن کی دو 2 قسمیں ہیں۔ (1) صفاتِ لازمہ متضادہ (2) صفاتِ لازمہ غیر مُتضادہ

صفاتِ لازمہ متضادہ کی تعریف:

صفاتِ لازمہ متضادہ وہ صفات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں جیسے "ہمس" کی ضد "جہر" اور "شدّت" کی ضد "رخاوت" ہے یہ دس ہیں ان کو مختصر الفاظ میں اس طرح بھی یاد کیا جا سکتا ہے۔ یہاں جتنی بھی مثالیں دی جائیں گی اس حرف کو ساکن کر کے دی جائے گی اس کو کسی اچھے استاذ سے سن کر اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے صرف پڑھنے سے یہ تمام صفات سمجھ آجائیں یہ بغیر استاذ کے مشکل ہے۔ صفات کو سمجھنے کے لئے آواز اور سانس کا فرق سمجھنا ضروری ہے کسی صفت میں آواز جاری ہوتی ہے تو کسی میں سانس اور کسی میں آواز بند ہوتی ہے تو کسی میں سانس جاری نہیں رہتی یہ بھی ماہر استاذ سے سمجھنا ضروری ہے۔

01۔ ہمس: سانس کا جاری ہونا۔ جیسے اَثْ ، اَفْ ، اَسْ 'حُرُوفِ مہموسہ' دس ۱۰ ہیں جن کا مجموعہ 'فَحَثَّہ شَخْصٌ سَکَتْ ' ہے۔

02۔ جہر: سانس کا جاری نہ ہونا کرنا بھی چاہیں تو نا کر سکیں۔ جیسے اَمْ ،اَلْ حُرُوفِ مہموسہ کے علاوہ باقی انیس ۱۹ حُرُوفِ مجہورہ ہیں۔

03۔شدّت: آواز مخرج میں بند ہو جائے اور سخت ہو۔ جیسے مَأْ 'حُرُوفِ شدیدہ ' آٹھ ۸ ہیں جن کا مجموعہ 'أَجِدُ قِطٍ بَكَتْ ' ہے۔

04۔رخاوت: آواز مخرج میں جاری رہے اور نرم ہو جائے۔ جیسے اَشْ ، اَحْ 'حُرُوفِ رخوہ' سولہ ۱۶ ہیں۔ جو حُرُوفِ شدیدہ اور حُرُوفِ مُتَوَسّطِه کے علاوہ ہیں۔

توسط: آواز مخرج میں بند ہو جاتی ہے لیکن کچھ جاری بھی ہو سکتی ہے۔ نہ ان میں شدّت جیسی سختی ہے نہ رخاوت جیسی نرمی بلکہ بین بین حالت ہے۔ جیسے اَلْ ، اَعْ ' حُرُوفِ مُتَوَسّطِه ' پانچ ۵ ہیں جن کا مجموعہ 'لِنْ عُمَرْ ' ہے۔

05۔استعلاء:زبان کی جڑ کا تالو کی طرف اٹھنا۔ جیسے اَخْ ، اَغْ 'حُرُوفِ مُسْتَعْلِيَه' سات ۷ ہیں جن کا مجموع 'خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ' ہے۔

06۔استفال:زبان کی جڑ کا تالو کی طرف نہ اٹھنا۔ جیسے اَوْ ، اَمْ حُرُوفِ مُسْتَعْلِيَه کے علاوہ باقی بائیس ۲۲ حُرُوفِ مُسْتَفِلَه ہیں۔

07۔اطباق:زبان کو تالو سے ڈھانک لینا یا ملا دینا۔ جیسے اَصْ ، اَضْ 'حُرُوفِ مُطْبَقه ' چار ۴ ہیں جن کا مجموعہ 'صَطَظَضْ ' ہے۔

08۔انفتاح:زبان کو تالو سے جدا رکھنا۔ جیسے اَجْ ، اَقْ حُرُوفِ مُطْبَقه کے علاوہ باقی پچیس ۲۵ حُرُوفِ مُنفَتِحَة ہیں۔

09۔اذلاق: حرف کا پھسل کر بسہولت ادا ہونا۔ جیسے اَفْ ، اَرْ 'حُرُوفِ مُذلَقه ' چھ ۶ ہیں جن کا مجموعہ 'فَرَّ مِنْ لُبِّ ' ہے۔

10۔اصمات: حرف کا جم کر مضبوطی سے ادا ہونا۔ جیسے اَزْ ، اَتْ حُرُوفِ مُذلَقه کے علاوہ باقی تیئیس ۲۳ حُرُوف مُصْمَتَه ہیں۔

صفاتِ لازمہ غیر مُتَضادہ کی تعریف:

صفاتِ لازمہ غیر مُتَضادہ وہ صفات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد نہ ہوں۔ صفاتِ لازمہ غیر مُتَضادہ سات ۷ ہیں۔

(۱) صفیر (۲) قلقلہ (۳) لین (۴) انحراف (۵) تکریر (۶) تفشی (۷) استطالت۔

صفاتِ عارضہ کا بیان

صفاتِ عارضہ کی تعداد: مشہور صفاتِ عارضہ بھی صفاتِ لازمہ کی طرح سترہ (۱۷) ہی ہیں جن کی دو 2 قسمیں ہیں۔

(1)صفاتِ عارضہ بالصفت (2) صفاتِ عارضہ بالحرف

صفاتِ عارضہ بالصفت کی تعریف: صفتِ عارضہ کا سبب "صفتِ لازمہ" ہو تو اسے **"صفتِ عارضہ بالصفت"** کہتے ہیں۔ جیسے حرف کا پُر ہونا بوجہِ استعلاء کے۔ مثلاً مِرْصَادٍ اس مثال میں ر کو پُر پڑھنا صاد کی استعلاء کی وجہ سے ہے۔

صفاتِ عارضہ بالحرف کی تعریف: وہ صفت جس کا سبب کوئی دوسرا **حرف** ہو جیسے نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف اخفاء میں سے کسی حرف کے آجانے کی وجہ سے اخفاء جیسے اَنْفُسِكُمْ میں نون ساکن کے بعد حرف اخفاء میں سے "ف" آجانے کی وجہ سے اخفاء ہوا ہے جو کہ صفات عارضہ میں سے ہے۔ (برکات الترتیل، ص: ۹۲،۹۳)

مشہور صفاتِ عارضہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆01... **تفخیم:** حرف کو پُر پڑھنا جیسے اسمِ جلالت اللہ کا "ل"۔

☆02... ترقیق: حرف کو باریک پڑھنا جیسے رِجَالٌ کی "ر"۔

☆03... تحقیق: حرف کو خُوب واضح اور صاف پڑھنا جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ ۔

☆04... تسہیل: تحقیق اور ابدال کی درمیانی حالت ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۔

☆05... ابدال: حرف کو بدلنا جیسے آٰلْئٰنَ اصل میں ءَاَلْئٰنَ تھا دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا۔

☆06... اثبات: حرف کا باقی رکھنا جیسے يَمْحُوا اللهُ کو وقف میں يَمْحُوْ پڑھنا۔

☆07... حذف: حرف کو ختم کرنا جیسے يَمْحُوا اللهُ کی واو کو وصل میں حذف کر دینا۔

☆08... اظہار: ظاہر کرنا جیسے اَنْعَمْتَ ۔

☆09... اخفاء: چھپانا جیسے اَنْتَ ۔

☆10... ادغام: ملانا جیسے مَنْ يَّنْظُرُ ۔

☆11... اقلاب: بدلنا جیسے مِنْ بَعْدِ ۔

☆12... ادغامِ شفوی: میم ساکن کو دوسری میم میں مدغم کرنا جیسے فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔

☆13...اخفائے شفوی: میم ساکن کو اسکے مخرج میں چھپا کر پڑھنا جیسے وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔

☆14...اظہارِ شفوی: میم ساکن کو اس کے مخرج سے ظاہر کر کے پڑھنا جیسے اَلْحَمْدُ

☆15...امالہ: الف کو یا کی طرف اور زبر کو زیر کی طرف مائل کر کے پڑھنا جیسے مَجْرٖھَا۔

☆16...مَد: کھینچنا جیسے جَآء۔

☆17...غُنّہ: ناک میں آواز لے جانا جیسے اَنْتَ ۔ اِنَّ

02.علمِ اوقاف

یعنی اس بات کا جاننا کہ کس کلمے پر کس طرح وقف کرنا چاہیئے، اور کہاں معنی کے اعتبار سے قبیح اور حسن ہے، اور کہاں لازم اور غیر لازم ہے۔

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا علی المرتضٰی، شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا گیا کہ "ترتیل کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ" ترتیل حروف کو عمدگی سے (مخارج وصفات کے ساتھ) ادا کرنا اور وقف کی جگہوں کو پہچاننے کا نام ہے۔

وقف کی تعریف: وقف کے لغوی معنٰی "ٹھہرنے" اور "رُکنے" کے ہیں۔ اصطلاحِ قراء کے اعتبار سے پڑھنے میں یہ چار طرح پر واقع ہوتا ہے۔

وَقْفٌ ..... سَکْتَہ ..... سُکُوتٌ ..... قَطَعٌ

چاروں کی مختصر تعریف

وَقْفٌ: آخر کلمہ پر سانس اور آواز توڑ کر ٹھہرنا اور سانس لینا، اس کو وقف کہتے ہیں۔

سَکْتَہ: آواز بند کر دینا اور سانس نہ توڑنا، اس کو سکتہ کہتے ہیں۔

سُکُوتٌ: وقف کرنے کے بعد قرآن کے متعلق کسی ضرورت سے ابتداء کرنے میں جو تاخیر ہو۔ اس کو سکوت کہتے ہیں۔

قَطَعٌ: وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھنے کو قطع کہتے ہیں۔

اس بات کا جاننا کہ کس کلمے پر کس طرح وقف کرنا چاہیئے

☆حرفِ موقوف علیہ زبر نَزَلَ، زیر مَلِكِ، پیش سُدُسُ، دوزیر ثَمَنٍ، دوپیش اُذُنٌ، کھڑا زیر بِهٖ، الٹا پیش لَهٗ ہو تو اُس حرف کو وقف میں ساکن کر دیں، ایسے وقف کو وقفِ بالا سکان کہتے ہیں۔

☆حرفِ موقوف علیہ مضموم کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا نَسْتَعِيْنُ ایسے وقف کو وقفِ بالاشمام کہتے ہیں۔ اور یہ صرف پیش میں ہوتا ہے۔ وقفِ بالاشمام ناظرین کے لئے کیا جاتا ہے۔

☆حرفِ موقوف علیہ کی حرکت کا تہائی حصّہ پڑھنا یعنی حرکت کو اس قدر ضعیف اور ہلکا پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اسکی حرکت معلوم کر سکے نَسْتَعِيْنُ، الرَّحِيْمِ ایسے وقف کو وقفِ بالروم کہتے ہیں۔ اور یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے۔

وقفِ بالروم سامعین کے لئے کیا جاتا ہے۔

☆کلمے کے آخر حرف پر دوزبر کی تنوین مُّنِيْرًا ہو تو اسے الف سے اور کلمے کے آخر میں گول ۃ عَلَقَةٍ خواہ اس پر کوئی بھی حرکت ہو اسے ھائے ساکنہ سے بدل کر پڑھیں، ایسے وقف کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

☆کلمے کا آخر حرف ساکن ہو فَلَا تَقْهَرْ تو اسے تبدیل نہ کرنا، ایسے وقف کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔ اس کو وقف بالاسکان کہنا جائز نہیں اور وقف بالسکون میں کوئی حرکت ظاہر نہیں ہونا چاہیئے، ورنہ لحنِ جلی ہو جائے گی۔

☆کلمے کا آخر حرف مشدد ہو مُّسْتَمِرٌّ تو اس وقت حرفِ مشدد کو ساکن کرتے ہوئے تشدید کے پہلے سکون میں ایک حرف کی مزید تاخیر ادا کرنا چاہیئے تاکہ تشدید تام ادا ہو، ایسے وقف کو وقف بالتشدید کہتے ہیں، اگر تشدید باقی نہ رکھی گئی تو لحنِ جلی واقع ہو گی۔

☆حرفِ موقوف علیہ مدغم یا حرفِ مخفی واقع ہو يَلْهَثْ ط ذّٰلِكَ ،مِنْ قَبْلُ تو ایسے وقف کو وقف بالاظہار کہیں گے۔ لہذا بحالتِ وقف ادغام یا اخفاء نہیں کرنا چاہیئے۔

☆حرفِ موقوف علیہ، حرفِ مد واقع ہو تو اسکو وقف بالاثبات کہیں گے۔ جیسے وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ یہ حرف مد کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں حرفِ مد محذوفہ کا ثابت رکھنا ضروری ہے۔ خواہ حذف بوجہ وصل ہو جیسے لّٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ وغیرہ، یا حذف بوجہ اجتماع ساکنین ہو جیسے قَالَا الْحَمْدُ وغیرہ، یا حذف بوجہ رسم ہو جیسے يَسْتَحْيٖ وغیرہ۔

03.رسمِ عثمانی

یعنی اس بات کا جاننا کہ کس کلمہ کو کہاں کس طرح لکھنا چاہیئے۔

(خط کے معنی)

خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے اُن حروفِ ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف کرنے اور اس سے ابتداء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں۔

(رسم الخط کے معنی)

رسم الخط کے معنی ہے قرآنی کلمات کو حذف زیادت وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا اجماع ہے اور جو تواتر کے ساتھ نبی ﷺ سے منقول ہے۔

پس محققین کی رائے پر قرآن کی خط میں تبدیلی درست ہے یعنی خط نسخ و عربی کے بجائے خط نستعلیق اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں گو اولی یہی ہے کہ قرآن کو بلکہ دوسری عربی عبارتوں کو بھی عربی ہی خط میں لکھا جائے کیونکہ بعض علماء کے قول پر تو قرآن کو عربی کے سوا دوسرے خط میں لکھنا بالکل ناجائز ہے۔

چنانچہ اتقان میں ہے کہ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیا قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے مجھے اس بارے میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں ملی لیکن اس کی گنجائش ہے کہ اس کو جائز قرار دیا جائے۔ کیونکہ پڑھنے والے تو اس کو خوبصورت اور درست کر کے عربی ہی میں پڑھیں گے گو قریب تر یہی ہے کہ اس سے منع کیا جائے چنانچہ عربی کے سوا دوسری زبان میں قرآن کا پڑھنا بھی حرام ہے اور اس لئے بھی کہ اہل عرب قلم کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے کیونکہ جس طرح انسان زبان سے مقصود کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح قلم کے ذریعے بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور عرب عربی کے سوا کسی اور خط سے واقف نہیں تھے اور قرآن کے بارے میں حق تعالیٰ نے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْن فرمایا ہے۔

(خط اور رسم الخط میں فرق)

رسم الخط میں تبدیلی قطعاً ناجائز ہے اور خط اور رسم الخط میں فرق کرنے کے لئے ان مثالوں میں غور کیجئے مثلاً الْعٰلَمِيْنَ، اَلرَّحْمٰنُ، مٰلِكِ، مُسْلِمٰتٍ، مُّؤْمِنٰتٍ، قٰنِتٰتٍ، عٰبِدٰتٍ، الصّٰلِحٰتِ، هٰٓؤُلَآءِ وغیرہ ان کلمات کا موجودہ خط تو رسم عثمانی کے موافق ہیں کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے پس ان میں خط اور رسم الخط دونوں ہیں۔

اور ان کو اس طرح لکھیں الْعَالَمِيْنَ، اَلرَّحْمَانُ، مالِكِ، مُسْلِماتٍ، مُّؤْمِناتٍ، قٰنِتاتٍ، عٰبِداتٍ، الصّٰلِحاتِ، هاأُلَآءِ تو ان کی یہ کتابت گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں۔

(فائدہ)خط کی بارہ قسمیں ہیں۔

معقلی	قیراموزی	حیری	کوفی
نسخ	ثلث	ریحان	توقیع
محقق	رقاع	تعلیق	نستعلیق

خط معقلی/خط بنائی

01، معقلی یہ ادریس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔
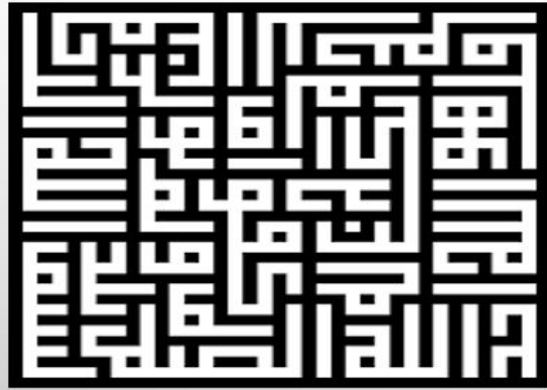
خط قیراموزی

02، قیراموزی قرآن سب سے پہلے مکہ میں لکھا گیا اور وہ اسی خط میں تھا۔

خط حیری

03۔ حیری اس پر دوسری بار مدینہ میں لکھا گیا۔

اور اس کو حیری اس لیے کہتے ہیں کہ جنگوں میں جو قیدی آئے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص مہاجرین کو لکھنا سکھا دے پس صحابہ نے ان سے لکھنا سیکھا تھا اور یہ قیدی حیرہ کے تھے اسی لئے اس خط کا نام حیری ہو گیا
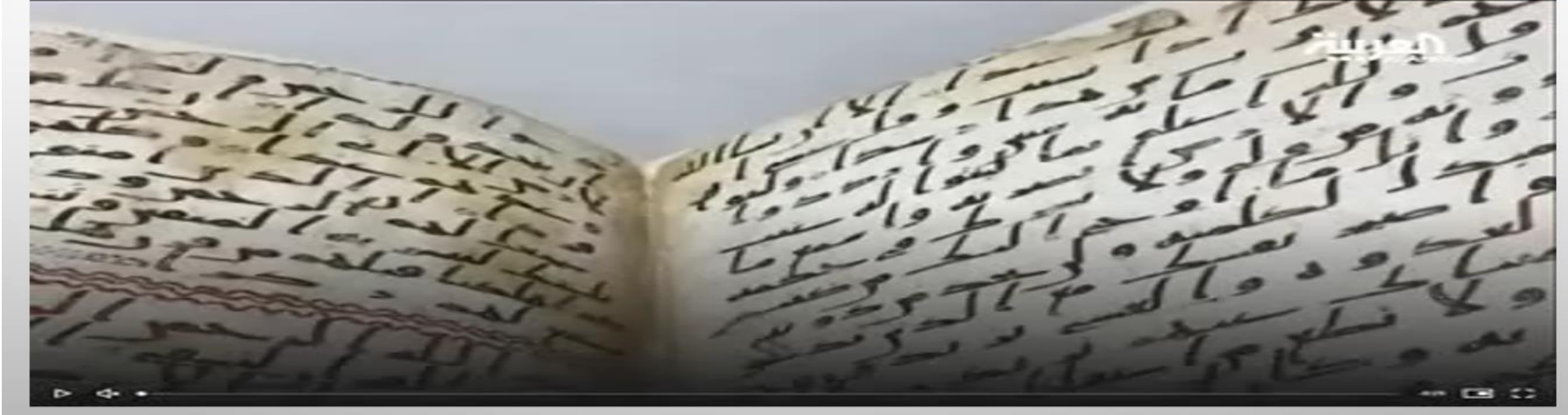
سائنسدانوں کے مطابق یہ قرآن بھیڑ یا بکری کی کھال پر لکھا گیا ہے اور اس پر قرآن کے اٹھارہ سے بیسویں پارے کی صورتوں کے حصے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ قرآنی نسخہ سیاہی کے ساتھ عربی زبان کے حجازی (حیری) رسم الخط میں لکھا ہوا ہے۔
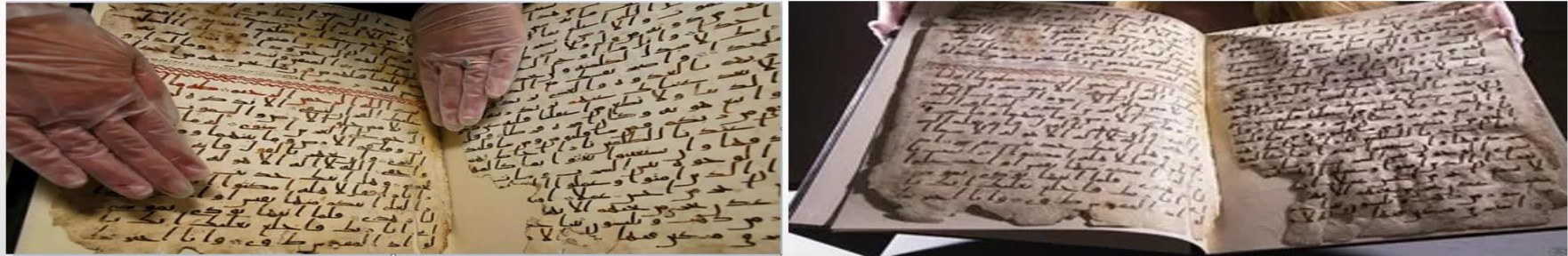
ریڈیو کاربن ٹیسٹ کے مطابق یہ بات پچانوے فیصد درستی کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جس کھال پر قرآن لکھا گیا ہے، وہ سن 568ء سے 645ء کے درمیان حاصل کی گئی اور پیغمبر اسلام بھی سن 570ء سے 632ء تک ظاہری حیات سے متصف رہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ یہ قرآنی نسخہ پیغمبر اسلام کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ تیرہ سے چودہ برس کے درمیان لکھا گیا۔

خط کوفی

04،کوفی اس پر قرآن تیسری بار 160ھ میں لکھا گیا۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

وَاِنْ كَانَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

پارہ نمبر 8، سورت الاعراف
آیت نمبر 86،87

خط نسخ

05، نسخ اس پر قرآن چوتھی بات 318ھ میں لکھا گیا پس قرآن کے یہ چار دور ہیں۔
قیراموزی، حیری، کوفی، نسخ اور اب نسخ میں ہی لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بتایا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين ۝ الرحمن
الرحيم ۝ مالك يوم الدين
إياك نعبد وإياك نستعين
اهدنا الصراط المستقيم
صراط الذين أنعمت عليهم غير
المغضوب عليهم ولا الضالين

خط نسخ میں سورۃ الفاتحہ
(1934ء سے قبل)

بسم الله الرحمن الرحيم
تبت يدا أبي لهب وتب ما أغنى عنه
ماله وما كسب سيصلى نارا ذات
لهب وامرأته حمالة الحطب في جيدها
حبل من مسد

خط نسخ میں سورہ لہب
(غالباً اُنیسویں صدی عیسوی)

بسم الله الرحمن الرحيم
الم ذلك الكتاب لا ريب فيه
هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب
ويقيمون الصلوة ومما رزقناهم
ينفقون والذين يؤمنون بما أنزل

خط نسخ میں سورہ بقرہ کی ابتدائی
(1323ء)

05نسخ، 06ثلث، 07ریحان، 08توقیع، 09 محقق، 10رقاع۔ یہ چھوؤں خط ابنِ مقلہ نے معقلی اور کوفی میں تصرف کر کے 310ھ میں نکالے ہیں۔

خط ثلث

خط ثلث میں سورت النساء آیت نمبر 1 اور 2

تاج محل پر خط ثلث میں کندہ آیات قرانی
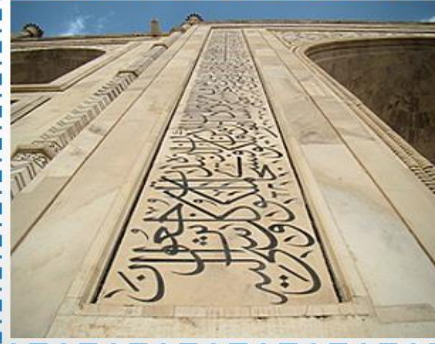
قطب مینار کے سنگ سرخ کے ایک کتبہ پر خط ثلث میں کلمہ طیبہ

خط ریحان

خط ریحان میں سورۃ التکویر

خط ریحان میں سورۃ الشمس

خط ریحان میں درودِ پاک

خط توقیع

خط توقیع میں سورت آل عمران آیت

نمبر 85 تا 88 غالباً چودھویں صدی)

خط محقق

خط محقق میں سورت الانعام آیت

نمبر 93-94-95 کا حصہ

خط رقاع

خط رقاع میں سورۃ الفاتحہ

خط تعلیق

11، تعلیق اس کو خوش نویسوں نے توقیع ورقاع میں تصرف کرکے نکالا ہے۔

خط تعلیق کا مزید ایک نسخہ

خط تعلیق کا ایک نسخہ - (1550ء)

خط نستعلیق

12، نستعلیق یہ ماوراء النہر کے شہروں میں خواجہ میر علی تبریزی کی ایجاد سے ظاہر ہوا ہے جس کو انہوں نے تعلیق ونسخ سے بنایا ہے بس نستعلیق مرکب امتزاجی ہے جو اصل میں نسخ وتعلیق تھا استعمال کی کثرت کی بناء پر خا اور واؤ کو حذف کرکے نستعلیق بنالیا۔

قرآن کی کتابت کے مذکورہ بالا چار ادوار میں خط میں تو تبدیلی ہوئی لیکن رسم الخط میں کوئی فرق نہیں آیا پہلے بارہ خطوں میں سے ایک تا دس سب عربی خط ہیں۔
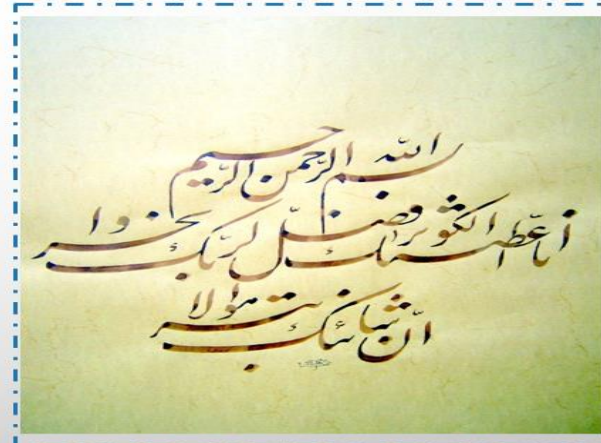
خط نستعلیق میں سورۃ الکوثر

صحابہ میں سے وحی کے لکھنے والے بعض حضرات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت ابان بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ
حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت العلاء بن حضرمی رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ

اس سے واضح ہے کہ قرآن نبی کے زمانہ میں بھی لکھا گیا تھا صرف اتنی بات ہے کہ اس وقت مختلف چیزوں پر تھا کتاب کی شکل میں یا ایک جلد میں نہیں تھا۔

(قرآن کی رسم)

قرآن کی رسم توقیفی ہے جو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اس میں کسی کے دخل کی ذرا بھی گنجائش نہیں قرآن سب سے پہلے صحابہ کے دور میں نہیں بلکہ نبی ﷺ کے دور میں آپ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ وحی کے کاتبین کو بلا کر اسے لکھوا دیتے تھے یہ نبی ﷺ کا روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس پر بھی جس طرح صحابہ کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریق بھی بتائے۔

چنانچہ ملا علی قاری قصیدہ رائیہ کے شعر 46 کی شرح میں فرماتے ہیں کے نبی ﷺ نے وحی کے ایک کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ دوات کا منہ کھلا رکھو تا کہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو اور قلم پر ترچھا قط لگاؤ اور بسم اللہ کی بات کو خوب بڑی لکھو اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو اور اللہ کو خوبصورت لکھوں اور رحمٰن کو یعنی اس کے نون کو دراز کروں اور الرحیم کو بھی عمدگی سے لکھو (تاکہ حق تعالی کے اسم گرامی اور اس کی صفات کی شان خوب ظاہر ہو)

4) علمِ قرأت:

یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظِ وحی کے معلوم ہوتے ہیں۔یعنی قرآن کو مختلف لغات اور طریق میں پڑھنے کی جو اجازت دی گئی ہے۔اور حضور ﷺ سے جو اختلاف ثابت ہوئے ہیں وہ علمِ قراءت میں بیان کئے جاتے ہیں۔

(تعریف)

قراءت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہو جو نبی کریم سے سن لینے کے بناء پر ہے اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔

(موضوع)

قراءت کا موضوع کلماتِ قرآنی ہے کیونکہ اس علم میں ان کلمات ہی کے تلفظ کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔

(فضیلت)

قراءت کی فضیلت یہ ہے کہ سب علوم سے افضل ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام الٰہی کے ساتھ ہے جو افضل الکلام ہے۔

(حکم)

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے پس اگر کوئی نہ سیکھے گا تو سب گنہگار رہوں گے۔

قراءت کا مدار نقل پر ہے

قراءات میں قیاس کا کوئی دخل نہیں فقہی قیاس اور اجتہادی رائے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جلیل القدر صحابہ نے اس چیز پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ، حضرت علی رضی اللہاور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے. ترجمہ تم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے محمد ابن المنکدر، عروہ ابن زبیر، عمر ابن عبد العزیز اور عامر شعبی فرماتے ہیں کہ قراءت سنت متبعہ ہے کے پچھلا اگلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے بس تم کو جس طرح پڑھائی جائے اسی طرح پڑھو۔

نزولِ قرآن عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ کی حدیث

قرآن مجید کے سات حروف پر نازل ہونے کی حدیث، بخاری شریف کی حدیث متواتر ہے جو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہشام ابن حکیم کو دیکھا کہ سورہ فرقان نماز کے اندر ایسے طریقے سے پڑھ رہے ہیں جس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھایا تھا، مجھے غصہ آیا اور میں نے چاہا کے نماز ہی میں لڑو مگر میں نے تحمل کیا، جب نماز سے فراغت ہوئی تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال دی اور پوچھا کہ یہ طریقہ تم نے کس سے سیکھا، انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ سے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، مجھے تو حضور ﷺ نے دوسرے طریقے سے سکھایا ہے، پھر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سورہ فرقان اور ہی طریقے سے پڑھتے ہیں جو آپ ﷺ نے ہمیں نہیں بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو، اور ہشام سے فرمایا اچھا پڑھو تو سہی، بس انہوں نے اسی طرح پڑھا جیسا میں نے ان سے (نماز میں) سنا تھا، اس پر حضور ﷺ نے یہ فرمایا، یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر مجھ سے فرمایا اے عمر تم پڑھو، تو میں نے اسی طریقے سے پڑھا جو آپ ﷺ نے مجھے تعلیم فرمائی تھی سن کر آپ ﷺ نے فرمایا، یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے، بیشک قرآن سات طریقہ پر نازل ہوا ہے جس طریقے سے آسان معلوم ہو وہ طریقہ اختیار کرے (بخاری شریف ج2 ص747)(مسلم شریف ج1 ص273،272)

عرب میں فصیح عربی زبان سات قبائل میں مشہور و معروف تھی وہ سات قبائل یہ ہیں۔

01۔قریش،02۔**ہذیل**،03۔**ثقیف**،04۔**ہوازن**،05۔**کنانہ**،06۔**تمیم**،07۔**یمن**(بحوالہ قاموس12)

قرآن پاک نے اپنے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں چیلنج دیا ہے کہ کسی کو شک وشبہ ہو تو ایسی ہی سورت یا آیت بنا کر تو لائے، ظاہر ہے یہ چیلنج اولین طور پر انہی لوگوں کے لئے تھا جن کو اپنی مادری فصیح عربی زبان میں نہ صرف قدرت تامہ حاصل تھی بلکہ اس پر ان کو ناز بھی تھا اگرچہ بعض الفاظ و کلمات کے تلفظ میں ان کا ایسا ہی باہمی فرق تھا جیسا کہ ہر زبان میں ہوا کرتا ہے، اگر قرآن پاک کا ایک ہی نہج مقرر ہوتا جو کسی نہ کسی ایک قبیلہ کے اندر تکلم کے مطابق ہوتا تو دوسرے فصیح عربی بولنے والے قبائل کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا کہ زبان کا فرق ہے ہم کیا کریں اگر ہمارے قبیلہ کے ڈھنگ پر قرآن ہوتا تو ہم مقابلہ کرتے دوسری بات یہ کہ قرآن کے حق میں لازم سمجھنا کہ قرآن ایک نہج پر نازل ہوا ہو گا غلط ہے اس کو دوسرے کسی کلام پر قیاس نہیں کیا جاسکتا جس طرح خداوند تعالی کی دوسری صفات میں بے شمار کمالات ہیں صفات کلام بھی لاتعداد خوبیوں کی حامل ہے اس لئے خدا کے لئے یہ قطعاً مشکل نہیں کہ ایک زبان کے قرآن کو اسی طرح نازل فرمایا کہ اس کو متعدد ڈھنگ سے پڑھا جاسکے چنانچہ حدیث میں صاحب وحی نے خبر دی ہے۔

ترجمہ: یہ قرآن درحقیقت سات حرفوں پر نازل ہوا ہے لہذا ان میں سے جس حرف پر چاہو پڑھو۔(بخاری و مسلم)

واللہ اعلم بالصواب

علم نور ہے

جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا

پیش کنندہ

سید انس علی

لیول 2 کا خلاصہ نقشے کی صورت میں
01.علمِ تجوید
مخارج
صفات
تعداد (17)
اقسام (2)
محققہ
مقدرہ
لازمہ (17)
عارضہ (17)
متضادہ (10)
غیر متضادہ (7)
عارضہ بالصفت
عارضہ بالحرف
02.علمِ اوقاف
(1) وقف
(2) سکتہ
(3) سکون
(4) قطع
8 وقف کی اصطلاحات
ونام وغیرہ
03.رسمِ عثمانی
(1) خط
(2) رسم الخط
12 فونٹس
04.علمِ قراءت
اصحابِ رسول کی احتیاط
7 مختلف طریقوں کی وضاحت
7 مشہور قبائل